شجرہ نسب

ساداتِ رضویہ

سابق مقیم کالا افغاناں، ضلع گورداسپور

مقدمہ و ترتیب

سیّد جمیل احمد رضوی

لاہور

۱۹۹۴ء

زیارت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَاءِ وَالْفُقَرَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُغِیْثَ الشِّیْعَۃِ وَالزُّوَّارِ فِیْ

یَوْمِ الْجَزَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَنِیْسَ النُّفُوْسِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّہَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی آبَائِکَ السَّبْعَۃِ وَاَبْنَائِکَ

الْاَرْبَعَۃِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

شجرہ نسب

ساداتِ رضویہ

سابق مقیم کالا افغاناں ضلع گورداسپور



مقدمہ و ترتیب

سید جمیل احمد رضوی

لاہور

۱۹۹۴ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

عنوان کتاب	شجرہ نسب سادات رضویہ (سابق مقیم کالاافغاناں، ضلع گورداسپور)
مرتب	سید جمیل احمد رضوی
ناشر	سید عقیل احمد رضوی، نیو شالیمار ٹاؤن ـ لاہور
مطبع	معراج دین پرنٹرز۔ اُردو بازار لاہور
اشاعت اوّل	۲۰۰
ہدیہ	دُعائے خیر بحق معاونین

معاونین

۱۔ سیّد سردار علی رضوی، مقیم فیصل آباد
۲۔ سیّد غلام عباس رضوی، مقیم لاہور
۳۔ سیّد جمیل احمد رضوی، مقیم لاہور

مندرجات

انتساب

محترم و مکرم سید سردار علی رضوی کے نام جن کی تحریک و تشویق سے یہ شجرہ نسب قابلِ اشاعت صورت میں تیار ہوا۔ ان کی مساعیِ جمیلہ سے ممکن ہوا کہ یہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر افرادِ خاندان تک پہنچ سکے۔

ضروری وضاحت

کالاافغاناں، ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب میں سادات کافی تعداد میں آباد تھے۔ یہ شجرہ نسب صرف اس شاخ کی تفصیل بتاتا ہے جو سید امام علی شاہ مرحوم کی اولاد سے ہے۔ "مقدمہ" کی صورت میں تعارفی کلمات کا مرکز بھی اسی شاخ کے افراد ہیں۔

کالاافغاناں میں ان کے علاوہ اور سادات بھی رہائش پذیر تھے۔ جو ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان میں آگئے تھے۔ ان کی زیادہ تعداد لاہور کے ضلع میں "کاہنہ نو"، اور اس کے قریب واقع گاؤں "کنکر" میں آباد ہو گئی۔ ان میں سے کچھ لوگ چک نمبر ۲۹، ضلع فیصل آباد میں بھی رہائش پذیر ہیں۔ چند افراد فیصل آباد (شہر) اور اس کے چک نمبر ۱۳۲ گ ب (گوگیرہ برانچ) میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ ان کی ایک شاخ شیخوپورہ میں بھی آباد ہے۔ اسی خاندان کے چند افراد لاہور میں بھی رہائش پذیر ہیں۔ اس خاندان کا شجرہ نسب "کاہنہ نو" میں مقیم افراد کے پاس موجود ہے۔ سید آغا ارشاد حسین بن سید احمد حسین بن سید سکندر شاہ مرحوم، مقیم کاہنہ نو، ضلع لاہور کے پاس ایک بہت بوسیدہ اور شکستہ شجرہ نسب محفوظ ہے۔ اس کو بھائی غلام عباس صاحب کی معیت میں ۱۳ر مئی ۱۹۹۴ء کو "کاہنہ نو" جاکر دیکھا۔ سید آغا ارشاد حیدر صاحب کے پاس ایک پرانی ڈائری بھی محفوظ ہے۔ اس شجرہ نسب، ڈائری اور ملاقات کے حوالے سے آخر میں ضمیمہ (الف) کی صورت میں معلومات درج کر دی ہیں۔ ان معلومات کے مطابق سادات رضویہ کالاافغاناں کی یہ شاخ سید امام علی شاہ مرحوم سے اوپر پانچویں پشت یعنی سید فتح محمد پر ہماری شاخ سے مل جاتی ہے۔ سید فتح محمد کے ایک فرزند سید اعظم سے ہماری شاخ چلی اور ان کے دوسرے فرزند سید عاقل حسین سے ان (دیگر سادات رضویہ کالاافغاناں) کی شاخ آگے بڑھی۔ اس بارے میں تفصیل ضمیمہ (الف) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کالاافغاناں ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) متحدہ ہندوستان میں قصبہ نما بڑا دیہات تھا۔ ظہور پاکستان سے پہلے اس میں دو قومیں نمایاں حیثیت میں آباد تھیں۔ افغان اور ساداتِ رضویہ۔ اس کی کئی ملحقہ یا مشمولہ آبادیاں تھیں۔ جن میں فتح والہ، ملک پور اور چیچھر والہ بھی شامل تھیں۔ افغانوں کے چند گھر بہت بڑے زمیندار تھے۔ باقی کم رقبے کے مالک تھے۔ ماضی بعید میں سادات کے زرعی زمین کے سات "کھوہ" (کنوئیں) بھی مشہور تھے لیکن انہوں نے بوجوہ زمینداری کو چھوڑ دیا تھا۔ ایک "سیداں والا کھوہ" (کنواں) تقسیم پنجاب کے وقت (۱۹۴۷ء) بھی موجود تھا۔ یہ لوگ پانچ صدیوں کے قریب ایک طویل مدت سے اکٹھے رہ رہے تھے۔ افغان کثیر تعداد میں "سید دردگ" تھے اور سادات حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھے۔ کالاافغاناں سے افغان اور سید دونوں کے چند افراد کئی دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ سادات میں سے ایک شاخ دلیل پور نزد کلانور اکبری میں جاکر آباد ہو گئی تھی۔ ان کی ایک شاخ موضع "پکھوکے" نزد "ڈیرہ بابا نانک" جاکر سکونت پذیر ہو گئی تھی۔ ان کے علاوہ ایک شاخ لائل پور (فیصل آباد) کے ضلع میں آکر آباد ہو گئی تھی۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ضلع گورداسپور کے یہ علاقے بہت مردم خیز تھے۔ اور یہاں زندگی کے ہر شعبے میں نامور لوگ پیدا ہوتے۔ مولوی میر حسن مرحوم ایک زاہد و عابد بزرگ تھے۔ مقامی پرائمری سکول میں استاد تھے اور عربی و فارسی کے فاضل تھے۔ ان کے روحانی واقعات کا تذکرہ آج بھی لوگ عزت و احترام سے کرتے ہیں۔ سید احمد علی مرحوم ساکن فتح والہ بھی

عملیات میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ ان کے روحانی واقعات کا ذکر آج بھی کیا جاتا ہے۔ جب پاکستان عالمی نقشے پر ظاہر ہوا، تو اس وقت افضل رحمٰن خاں المعروف بہ اے آر خان (وفات ۲۷ر جون ۱۹۸۳ء) بحریہ میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ یہ بعد میں پاکستانی بحریہ کے وائس ایڈمرل بنے۔ اسی طرح۔ این۔ ایم خان (نیاز محمد خان — وفات ۲۱ر اپریل ۱۹۷۲ء) دلیل پور کے رہنے والے تھے۔ یہ ۱۹۴۷ء سے پہلے کے آئی۔ سی ایس تھے۔ آزادی سے پہلے وہ کلکتہ کے ڈپٹی کمشنر رہے۔ اور آزادی کے بعد مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کے چیف سیکرٹری رہے۔ بعد میں کراچی میں چیف کمشنر بھی رہے۔ اس طرح پاکستان میں مقتدر عہدوں پر فائز رہنے کے بعد ریٹائر ہوئے۔ مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم مرحوم (وفات ۲۴ر اکتوبر ۱۹۸۹ء) بھی دلیل پور کے رہنے والے تھے۔ مرحوم نے صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے بہت سے تذکرے لکھے۔ لاہور کے اولیاء کے بارے میں ان کی کتاب "مدینۃ الاولیاء" بہت معروف ہے۔ دلیل پور کے قریب کوٹ میاں صاحب (المعروف بہ میاں کوٹ) کا تاریخی گاؤں ہے جہاں حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف خانقاہ ہے۔ کلانور ہی میں شہنشاہ اکبر کی تاجپوشی کی رسم ادا ہوئی تھی۔ اس علاقے کے باغات اور زمین کے سرسبز و شاداب ہونے کا بہت شہرہ تھا۔ اس کا ذکر مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب "تاریخ مخزن پنجاب" میں کیا ہے۔

جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا، تو پنجاب تقسیم ہوا، جس کے نتیجے میں تبادلہ آبادی ہوا۔ مشرقی پنجاب سے مسلمان مہاجرین آگ اور خون کا دریا پار کر کے پاکستان کے مغربی پنجاب میں آ گئے۔ کالا افغاناں کے افغان اور سادات بھی قافلے کی صورت میں ہجرت کر کے وطن عزیز میں وارد ہوئے۔ دلیل پور کا قافلہ بھی ہجرت کر کے پاکستان کی جانب روانہ ہوا، لیکن وطن کی سرحد کے قریب "ڈیرہ بابا نانک" کے مقام پر ہندو اور سکھ

پولیس نے روک لیا۔ اس مقام پر آنے والے دوسرے مسلمانوں کو بھی روک لیا گیا۔ ان کو ہر اعتبار سے غیر مسلح کر دیا۔ تین روز کے بعد جب اس قافلے کو روانہ ہونے کی اجازت دی گئی، تو "ڈیرہ بابا نانک" کے باہر اور دریائے راوی کے پل کے درمیان والے علاقے میں ان پر مسلح سکھوں نے حملہ کر دیا۔ نتیجتے مسلمانوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ دریائے راوی کا پانی بھی سرخ ہو گیا۔ بہت سے دریا میں کود گئے۔ جن کو بپھرے ہوئے دریا کی لہریں بہا لے گئیں۔ ایک روایت کے مطابق اس حملے میں سولہ سو مسلمان شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ اس طرح بے پناہ قربانیاں دے کر جب یہ شکستہ حال قافلہ پاکستان میں داخل ہوا تو اہل قافلہ نے سُکھ کا سانس لیا۔ اسی قافلے میں سادات رضویہ کی اس شاخ کے افراد بھی شامل تھے۔ جو دلیل پور جا کر آباد ہو گئے تھے یعنی راقم السطور کے والد سید مبشر احمد رضوی مرحوم اُن کے افراد خانہ۔ اس خاندان کے کئی افراد زخمی ہوئے، اور دو کم عمر بچے ایک بیٹا اور ایک بھانجا اس حملے میں لاپتہ ہو گئے۔ یہ تقریباً دس سال کی جُدائی کے بعد سیالکوٹ کے دو مختلف دیہاتوں سے ملے۔ یہ قربانیاں ایسی ہیں جو مسلمانوں نے آزادی کے لئے دیں۔

افغان اور سادات پاکستان میں آ کر مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ افغانوں کی اکثریت شیخوپورہ کے ضلع میں "کھاریاں والا" اور "مانانوالہ" میں رہائش پذیر ہو گئی۔ کچھ فیصل آباد میں مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ ان میں سے دو دیہاتوں، چک نمبر ۱۳۲ گ ب (گوگیرہ برانچ) اور چک نمبر ۱۳۱ گ۔ ب میں ان کی زیادہ آبادی ہے۔ کچھ لوگ سیالکوٹ کے ضلع میں بھی رہائش پذیر ہو گئے۔ ان ہی افغانوں میں سے کچھ افراد لاہور میں ماڈل ٹاؤن میں بھی آباد ہیں۔ اسی طرح سادات بھی مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ انہوں نے سیالکوٹ، فیصل آباد، ساہیوال، شیخوپورہ اور لاہور میں مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کر لی۔ جو خاندانی شیرازہ بندی صدیوں سے قائم تھی، وہ تبادلہ آبادی

کی وجہ سے قائم نہ رہ سکی۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے اس کی قیمت چکانا پڑتی ہے۔

کالا افغاناں کے ساداتِ رضویہ کے بارے میں شجرۂ نسب کے علاوہ تحریری آثار کی صورت میں ابھی تک کوئی اور ریکارڈ دستیاب نہیں ہوسکا۔ ان کے تاریخی پس منظر کے بارے میں اپنے بزرگوں سے دو مختلف روایتیں سنی جاتی رہی ہیں۔ ایک روایت جو والدِ محترم سید بشیر احمد رضوی مرحوم (وفات ۱۰ر فروری ۱۹۹۲ء) کی زبانی کئی بار سنی اور انہوں نے اپنے بزرگوں سے سنی ـــــ یہ کہ ہمارے بزرگ افغانوں کے ساتھ "غزنی" سے پنجاب میں وارد ہوئے۔ افغانوں کے قبیلے نے بوجوہ وہاں سے نقل مکانی کی۔ ان کے سادات رضویہ کے ساتھ بڑے گہرے اور قریبی تعلقات تھے جن میں عقیدت اور احترام کے جذبات شامل تھے۔ چنانچہ سادات کے دو بھائی بھی نقل مکانی کر کے ان کے ساتھ آگئے۔ پہلے یہ لوگ گورداسپور کے ضلع میں "ڈیرہ افغاناں" کے مقام پر اقامت پذیر ہوئے۔ یہ سکھوں کا مسکن تھا۔ افغانوں نے انہیں مار کر بھگا دیا اور خود یہاں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں کی زمین بھی ان کے قبضے میں آگئی۔ پھر یہ لوگ "کالا افغاناں" میں آگئے۔ یہاں بھی سکھ رہتے تھے۔ ان کو بھی مار بھگایا اور ان کی زمین پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں غزنی کے حکمران نے افغانوں کو لکھا یا پیغام بھجوایا کہ جو سید میرا "پیر" ہے اس کو واپس بھیج دو۔ چنانچہ ان دو بھائیوں میں سے ایک واپس غزنی چلا گیا اور دوسرا یہاں ہی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ غزنی میں اب بھی ہمارے خاندان رضویہ کی شاخ باقی ہے۔ اور ان کے مورثِ اعلیٰ کا مزار وہاں موجود ہے۔ اس روایت کی تصدیق ابھی تک تاریخی شہادت سے نہیں ہوسکی۔

دوسری روایت محترم سید سردار علی رضوی کی زبانی بیان کی جاتی ہے کہ کئی صدیاں پہلے رضوی خاندان کے کچھ لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے اور وہ یو۔پی کی جانب آگے بڑھ گئے۔ وہاں جا کر آباد ہوگئے۔ پھر وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ لوگ

واپس آگئے۔ اور نہ معلوم کب وہ پنجاب میں "کالا افغاناں" کے مقام پر سکونت پذیر ہوگئے۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ کانپور اور دوسرے مقامات پر سادات رضویہ رہائش پذیر تھے جو پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے یہاں آگئے اور مختلف شہروں میں آباد ہوگئے۔ کراچی اور لاہور میں ان کے زیادہ لوگ آباد ہوئے۔ سید ظفر الحسن شارب اور ان کے بھائی لاہور میں مقیم ہیں۔ ظفر صاحب نے ایک ملاقات میں اپنے خاندان کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا رضوی خاندان تغلق کے عہدِ حکومت میں ترمذ سے ہندوستان میں وارد ہوا تھا۔ ہمارے مورثِ اعلیٰ کا نام "شاہ حسین" تھا۔ شاہ حسین فوجی آدمی تھے۔ انہوں نے آکر کانپور کے ضلع میں راجہ "لہریا" سے مقابلہ کیا۔ راجہ کو شکست ہوئی چنانچہ شاہ حسین اور دوسرے افراد وہاں آباد ہوگئے۔ انہوں نے ایک بستی آباد کی جس کا نام "محمد پور" ہے۔ بعد میں اس کے ساتھ اور بستیاں بھی آباد ہوگئیں۔ ان میں سے ایک کا نام "حیدر پور" تھا۔ ان میں سادات رضویہ آباد تھے۔ یہ لوگ زمیندار تھے۔ یہ بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ان کا خاندانی شجرہ نسب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ ابھی تک غیر مطبوعہ اور بہت بوسیدہ حالت میں ہے۔ ان کا خاندان امام زادہ حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت محمد کی اولاد سے ہے۔ ان کے علاوہ کئی کتابوں میں سادات رضویہ کے مطبوعہ شجرے ملتے ہیں جو جارچہ، ہیلک ریاست بھرتپور اور دوسرے مقامات پر آباد ہوئے۔ سید ڈاکٹر لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی اپنی کتاب: "جارچہ" مطبوعہ لاہور (۱۹۸۱ء) میں لکھتے ہیں:-

> "جارچہ ضلع بلند شہر یو۔پی" بھارت میں نہر گنگ کے کنارے پر آباد ہے دہلی سے تقریباً تیس میل اور بلند شہر سے پندرہ ۱۵ میل پر ای آئی آر پر ایک سٹیشن دادری ہے جہاں سے جارچہ پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جارچہ سادات کی قدیم بستی ہے۔" (ص۔۹)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱ پہ جارچہ کے سادات رضویہ کے مورث اعلیٰ کے ہندوستان میں وارد ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے مورثِ اعلیٰ سید محمود روحی برقعہ پوش مع اپنے برادر زادہ سید حسن اپنے وطن سبزوار خورد پانچتا، ایران سے ترک سکونت کر کے ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں ہندوستان میں آ گئے اور بزمانہ غیاث الدین شاہ بنگال میں قیام کیا۔ پھر یہ دہلی میں آ گئے۔ شاہِ دہلی نے شجاعت اور بہادری دکھانے پر ان کو جارچہ اور اس کے اطراف کی املاک عطا کیں۔ اس کتاب کے آخر میں شجرۂ نسب شائع ہوا ہے۔ اس کے مطابق یہ سادات حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند شاہ حسن کی اولاد سے ہیں۔

سید ظہیر الحسن رضوی بھرتپوری مرحوم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حالات میں ایک کتاب "تاریخ درنایاب یعنی سوانح حیات شمس الشموسؑ" لکھی۔ اس میں امام علیہ السلام کی ازدواج، اولاد، احفاد نسبی سادات رضوی پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ اس کے آخر میں مصنّف نے اپنے خاندان کا شجرۂ نسب درج کیا ہے۔ اس کے مطابق ان کا خاندان حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کے بیٹے سید محمد واسطی کی اولاد میں ہے۔ ہے۔ انساب کی قدیم کتب میں ان کا نام محمد لکھا ہوا ہے۔ ان سادات رضویہ کے مورثِ اعلیٰ میراں سید محمد غازی سلطان شہاب الدین غوری کی تحریک پر طوس میں اس کی فوج میں شامل ہوئے۔ اپنی شجاعت اور بہادری کی بنا پہ سلطان کی فوج میں سپہ سالار (کمانڈر انچیف) کے عہدہ پہ فائز ہوئے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ سید دولت، سید فضل دوئم اور سید ثناء اللہ۔ ان کی اولاد شاہ گنج آگرہ، پہرسر، بھرتپور میں آباد تھی۔ اس کی تفصیل زیرِ حوالہ کتاب کے صفحہ ۱۷۶ سے لے کر ۱۸۷ پر درج ہے۔

ان تاریخی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زادہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے

سادات رضویہ متحدہ ہندوستان میں یو۔پی میں آ کر آباد ہوئے۔ ہمارے شجرۂ نسب کے مطابق "سادات رضویہ کالا افغاناں" بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ شاخ حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت احمد کی اولاد سے ہے۔ اس سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے خاندان کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے شاید دوسری روایت زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بعض وجوہ کی بنا پر اس خاندان کے افراد یو۔پی کے سادات رضویہ کی کسی بستی سے نقل مکانی کر کے پنجاب یا افغانستان کے شہر غزنی میں وارد ہوئے ہوں اور غزنی سے ہجرت کر کے پنجاب میں آ گئے ہوں۔ اور کالا افغاناں میں سکونت پذیر ہو گئے ہوں، لیکن یہ ساری خیال آرائی ہے جب تک تاریخی ریکارڈ اس کی تصدیق نہ کرے، اس وقت تک نقل مکانی کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سخی خان ولد کالے خان مرحوم ساکن چک نمبر ۲۴ ۲ گ ب ضلع فیصل آباد کے قول کے مطابق کالا افغاناں پانچ سو تیس سال بعد ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب سے تبادلہ آبادی کے وقت اجڑا۔ چنانچہ اس سال قیامِ پاکستان کے وقت افاغنہ کالا ادر سادات رضویہ ہجرت کر کے پاکستان میں آ گئے۔

شجرۂ نسب سادات رضویہ کالا افغاناں کی ایک نقل بھائی غلام عباس صاحب ساکن اچھرہ، لاہور سے ملی ہے، جو انہوں نے بھائی کاظم حسین مرحوم ساکن چک نمبر ۲۰ ر۔ب (رکھ برانچ) ضلع فیصل آباد کے پاس محفوظ شجرہ سے نقل کی تھی۔ مرحوم کاظم حسین نے چک نمبر ۴، ۲۰ ر۔ب (کالا کمبوآں) میں رہائش پذیر ہمارے بزرگ سید محمد حسین مرحوم اور سید محمد شریف مرحوم کے پاس محفوظ شجرہ سے یہ نقل تیار کی تھی۔ اصل شجرہ سید محمد حسین مرحوم مکان شریف سے نقل کر کے لائے تھے۔ وہاں اس وقت سید میر زاہد مرحوم علم الانساب کے ماہر تھے۔ ان کے پاس سادات کے شجرے موجود تھے۔ ہمارا شجرہ بھی ان کے پاس محفوظ تھا۔ سادات مکان شریف سے ہمارے خاندان کی رشتہ داری بہت

پرانی ہے اور یہ اب تک قائم ہے۔ محترم سید سردار علی رضوی کے بقول سید محمد حسین مرحوم نے شجرہ کو پنسل کے ساتھ کاغذ کے پرزوں پر نقل کیا تھا جس کو بعد میں بھائی سید کاظم حسین مرحوم نے روشنائی کے ساتھ خوبصورت خط میں لکھا۔ اصل شجرہ چچا سید محمد شریف مرحوم کے بیٹوں کے پاس چک نمبر ۴۲، ۲ر ب (ضلع فیصل آباد) میں محفوظ ہے جو نقل اس وقت میرے سامنے ہے، اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے مؤلف آخر حکیم سید محمد حسین اور حکیم سید محمد شریف پسران سید فدا حسین شاہ رضوی المشہدی ہیں۔

اس کے ساتھ دوسری سطر میں تحریر ہے کہ مؤلف آخر کاتب سید کاظم حسین ولد سید رضا حسین رضوی المشہدی ہیں۔ تیسری سطر میں نقل تیار کرنے والے نے اپنا نام لکھا ہے عبارت اس طرح ہے: نقل بمطابق اصل (از) سید غلام عباس ولد سید محمد علی شاہ رضوی المشہدی ساکن، لاہور۔ اس نقل کو سامنے رکھ کر میں نے اس کو کتابی شکل دینے کیلئے کاغذ کے اوراق پر منتقل کیا ہے۔ اس میں متاخرین کے بعض نام صحیح صورت میں نہیں لکھے گئے تھے، ان کو میں نے اپنے علم کے مطابق درست صورت میں لکھنے کی کوشش کی ہے بعض ناموں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے خاندان نشو و نما پاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ان کے شجرے بھی پھیلتے رہتے ہیں۔ ایک خاص دور تک ان کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ پھر ان میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافے ہوتے رہتے ہیں۔ کسی خاندان میں گنتی کے چند ایسے لوگ ہوتے ہیں، جو اپنے خاندان کے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے متمنی ہوتے ہیں اور وہ اس سلسلے میں کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ یہی حال ہمارے شجرہ نسب کا ہے۔ اسے ایک خاص دور تک مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعد میں آنے والے خود اس میں اضافے کرتے رہیں گے۔

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندانِ رضویہ کے چند خصائص اور اس کے بارے میں مزید معلومات درج کر دی جائیں۔ اس کے افراد کی معلوم نقل مکانی اور

موجودہ رہائش کا ذکر بھی مفید ہوگا۔ خصائص کے بارے میں تجزیے کی بنیاد ان باتوں پر ہے جو ہم نے اپنے بزرگوں سے سنی ہیں یا اُن مشاہدات پر ہے جو میں نے کیے ہیں۔ علمی حوالے سے دو باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اکثر افراد کا تعلق علمِ طب اور علمِ دین کے ساتھ رہا ہے۔ علمِ طب کا حصول ذریعۂ معاش بھی رہا اور انسانی خدمت کا جذبہ بھی اس میں کار فرما تھا۔ بعض ایسے افراد بھی پیدا ہوئے جنہوں نے اس شعبہ میں بہت نام پایا۔ انیسویں صدی عیسوی کے آخر سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے چوتھے عشرے تک سید غلام علی رضوی مرحوم (وفات ۱۹۴۰ء) نے طب کے میدان میں بہت مہارت حاصل کی اور ضلع گورداسپور میں بالخصوص اور قرب و جوار کے دوسرے اضلاع میں بالعموم ان کے فن کا بہت چرچا تھا۔ آج بھی کالا افغاناں کے ایسے بہت سے بزرگ زندہ ہیں جو ان کی مہارت فن کے مختلف عجیب و غریب واقعات بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے علم دین بھی محنت کے ساتھ حاصل کیا تھا اور اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی۔ ان کا انتقال فتح والہ مشمولہ کالا افغاناں میں ہوا۔ مقامی مسجد کے باہر ان کی قبر بنائی گئی۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ان کے والد محترم سید احمد علی رضوی مرحوم کی قبر اس مسجد کے صحن کے اندر موجود تھی۔ سید غلام علی رضوی مرحوم کے حالات حکیم مولوی علم الدین بھاگووالیہ کی کتاب: "خزینۃ الاطباء المعروف بہ اسرار صدری" مطبوعہ امرتسر (۱۹۲۲ء) میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ان کے فرزند سید بشیر احمد مرحوم دلیل پوری نے بھی طب کے فن میں بہت شہرت پائی۔ ۱۹۴۷ء تک وہ دلیل پور میں مقیم رہے۔ پنجاب میں تبادلہ آبادی کے وقت ہجرت کر کے فیصل آباد کے چک نمبر ۱۳۲ گ۔ ب میں آکر آباد ہو گئے۔ ان کو خاص طور پر دماغی امراض کے علاج کرنے میں بہت مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے اس پیشے کو انسانی خدمت کے جذبے کے ساتھ مختص کر رکھا تھا۔ ان کا انتقال اسی چک میں ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ ان کو وہاں کے مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے بڑے بیٹے سید سعید احمد رضوی

تاندلیانوالہ میں محکمہ صحت میں ملازمت کرتے رہے۔ اب وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے وہیں رہائش اختیار کر لی۔ دینی امور میں مستعدی کے ساتھ حصہ لیتے رہے ہیں۔ ان کے دو بیٹے سید فیض الحسن اور سید فیاض الحسن فیصل آباد میں ملازمت کرتے ہیں اور وہیں مقیم ہیں سید فیاض الحسن علمِ طب میں بھی سند یافتہ ہیں اور اس پیشے کے ساتھ ان کی خصوصی دلچسپی ہے۔ ان کے تیسرے بیٹے سید ریاض الحسن زیرِ تعلیم ہیں اور اپنے والد کے ساتھ رہتے ہیں۔ سید بشیر احمد رضوی مرحوم کے دوسرے بیٹے سید کفیل احمد مرحوم لاہور میں واپڈا میں ملازم تھے۔ ان کا انتقال اپنے منصبی فرائض کے دوران ایک حادثہ میں ہوا۔ ان کو مذکورہ چک کے مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے بیٹے سید احسن رضا، سید علی رضا اور سید کاظم رضا اسی جگہ مقیم ہیں۔ سید بشیر احمد رضوی مرحوم کے تیسرے بیٹے سید جمیل احمد رضوی (راقم السطور) لاہور میں پنجاب یونیورسٹی میں سروس کرتے ہیں اور اسی شہر میں مقیم ہیں۔ ان کے بیٹے سید عقیل احمد رضوی ابھی زیرِ تعلیم ہیں۔ مرحوم کے چوتھے بیٹے سید نذر علی رضوی چک نمبر ۱۳۲ گ۔ ب ہی میں مقیم ہیں اور وہ مقامی سکول میں سروس کرتے ہیں۔ وہ رفاہِ عامہ کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ ان کے بیٹے سید عابد علی رضوی فیصل آباد میں طبیہ کالج میں پڑھتے ہیں۔ ان کو بھی علمِ طب کے ساتھ خصوصی تعلقِ خاطر ہے۔

سید مہر علی شاہ مرحوم کے بڑے بیٹے سید فدا حسین مرحوم ۱۹ ویں صدی عیسوی کے آخری عشرے میں لائل پور (فیصل آباد) کے چک نمبر ۲۷۴، ر۔ب میں نقل مکانی کر کے آگئے تھے۔ یہ اسی جگہ مقیم رہے اور ان کا انتقال اسی مقام پر ہوا۔ ان کی قبر وہاں کے مقامی قبرستان میں موجود ہے۔ جہاں سے لوگ روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ ان کے دوسرے دو بھائی سید فتح علی مرحوم اور سید مبارک علی مرحوم ۲۰ ویں صدی عیسوی کے پہلے عشرے میں اسی چک میں آکر رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ سید مبارک علی مرحوم کا انتقال عالمِ شباب میں اسی جگہ ہوا۔ وہ اسی چک کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

سید فتح علی مرحوم سالار والہ کے قریب واقع چک نمبر ۱۳۹، ر۔ب "گھمی" نامی گاؤں میں چلے گئے تھے۔ وہاں وہ کھیتی باڑی کا کام بہت محنت سے کرتے رہے۔ اس طرح خون پسینے کی کمائی سے رزقِ حلال کمانے میں مصروف رہے۔ وہاں کے مقامی لوگ ان کے عقیدت مند تھے۔ اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کا انتقال وہیں ہوا۔ ان کو مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سید فدا حسین مرحوم کے دو بیٹے سید محمد حسین مرحوم اور سید محمد شریف مرحوم تھے۔ یہ چک نمبر ۲۷۴، ر۔ب ہی میں مقیم رہے۔ دونوں وہاں پر اپنا مطب چلاتے رہے۔ گرد و نواح اور دور دور سے لوگ ان کے پاس علاج کروانے کے لئے آتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفایاب ہوتے تھے۔ وہ اپنے علاقے میں "کالے والے شاہ" کے نام سے معروف ہوئے۔ ابھی تک ان کے بیٹے اسی پیشے سے منسلک ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کا انتقال اسی چک میں ہوا۔ وہ وہاں کے مقامی قبرستان میں مدفون ہیں۔ سید محمد حسین مرحوم کے ایک ہی بیٹے سید اکبر حسین مرحوم تھے۔ وہ پہلے گوجرہ میں کاروبار کرتے تھے۔ بعد میں اپنے آبائی مطب واقع چک نمبر ۲۷۴، ر۔ب میں کام کرتے رہے۔ ان کا انتقال بھی اسی جگہ ہوا۔ اور وہ مقامی قبرستان میں دفن کیے گئے۔ ان کے بڑے بیٹے سید ذوالفقار حسین بھی اسی جگہ طبابت کرتے ہیں۔ سید محمد شریف کے بڑے بیٹے سید شفیق حسین مرحوم گوجرہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ ان کا بھی یہاں مطب تھا۔ ان کے والد ہفتے میں دو دن گوجرہ کے مطب میں بھی بیٹھتے تھے۔ سید شفیق حسین مرحوم کا انتقال چند سال پہلے ہو گیا تھا۔ ان کو چک ۲۷۴ ر۔ب میں دفن کیا گیا۔ ان کے دوسرے بیٹے سید خلیق حسین فیصل آباد میں مطب چلا رہے ہیں۔ ان کے تیسرے بیٹے سید رفیق حسین بھی میڈیکل لائن میں سروس کرتے ہیں۔ وہ آج کل چک نمبر ۲۷۵، ر۔ب میں اپنا کلینک بھی چلا رہے ہیں۔ ان کے چوتھے بیٹے سید عتیق حسین اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہیں۔ ان کے چھوٹے دو بیٹے سید لئیق حسین اور سید تصدیق حسین چک نمبر ۲۷۴ ر۔ب میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کا تعلق بھی طبابت کے پیشے سے ہے۔

سید فتح علی مرحوم کے تین فرزند ہوئے ۔ ان میں سے سید امداد علی گوجرہ میں مقیم ہیں۔ دوسرے دو بھائی سید علی حسین اور سید سردار علی اس وقت فیصل آباد میں رہائش رکھتے ہیں۔ پہلے ان دونوں کی رہائش چک نمبر ۲۷۴، ر۔ ب میں تھی ۔ سید امداد علی گوجرے میں اپنا کاروبار کرتے تھے ۔ ان کے بڑے بیٹے سید سجاد حیدر بیرونِ ملک سروس کرتے ہیں۔ باقی دونوں بیٹے سید عباس حیدر اور سید مختار حیدر گوجرہ ہی میں رہائش رکھتے ہیں۔ سید علی حسین کے تین بیٹے فیصل آباد میں اپنے والد کے ساتھ مقیم ہیں۔ ان میں سے ایک سید نقی حسین سروس کرتے ہیں اور دوسرے سید زاھد حسین مطب چلاتے ہیں۔ تیسرے بیٹے سید منیر حسین بھی اپنے والد کے ساتھ رہتے ہیں۔ سید علی حسین کے بڑے بیٹے سید غلام مرتضیٰ المعروف بہ سید علی مرتضیٰ گوجرانوالہ میں مقیم ہیں وہ ایک پرائیویٹ لمیٹڈ فرم میں اعلیٰ عہدے پہ فائز ہیں۔ دینی کاموں کے ساتھ ان کا طبعی لگاؤ ہے اور مذہبی امور کی بجا آوری میں وہ ہر وقت مستعد رہتے ہیں ۔ ان میں نظم و نسق کی بہت صلاحتیں موجود ہیں ۔

محترم سید سردار علی فیصل آباد میں محکمہ صحت میں اعلیٰ سرکاری منصب پر فائز رہے ہیں۔ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کی ذاتی صفات میں ہمدردی، مواخات اور صلہ رحمی کے جذبات بہت نمایاں ہیں۔ دینی امور اور کارِ خیر میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ انسانی خدمت کا پہلو بھی ان کا طبعی خاصا ہے۔ انتظامیات سے متعلق بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اس کا لوہا انہوں نے ملازمت کے دوران منوایا۔ معاملات کی تفہیم میں دور اندیشی کا اعلیٰ شعور رکھتے ہیں۔ ان میں خاندان رضویہ کے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کا شدید احساس پایا جاتا ہے ۔ ان کے بڑے بیٹے سید تجمل حسین مرحوم فیصل آباد ہی میں محکمہ صحت میں ملازم تھے ۔ چند سال پہلے ان کا عارضہ قلب کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ مرحوم بھی بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت سی صفات ان کو وراثت میں منتقل ہوئی تھیں ۔ ان کے پاس وقت کم تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ مرحوم اس کم دستیاب وقت میں بھی اپنی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑ گئے ۔ ان کے ایک اور بیٹے سید ساجد حسین فیصل آباد

میں میڈیکل سٹور چلاتے تھے ۔ ان کا عین عالم شباب میں انتقال ہو گیا۔ سید سردار علی رضوی کے تیسرے بیٹے سید نذر عباس گوجرہ میں مقیم ہیں اور میڈیکل لائن ہی میں سروس کرتے ہیں۔ یہ بھی ملی اور مذہبی امور میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ ان کے دو بیٹے سید ناصر مہدی اور سید تقی حسن فیصل آباد میں سروس کرتے ہیں۔ ان دونوں بھائیوں میں احساس ذمہ داری کا جذبہ بہت نمایاں ہے ۔ ان کے ایک اور بیٹے سید علی رضا بیرونِ ملک محکمہ صحت میں ملازم ہیں ان میں دینی امور کی جانب طبعی میلان پایا جاتا ہے ۔

سید چراغ علی مرحوم کے بیٹوں نے بھی علمِ دین محنت کے ساتھ حاصل کیا تھا ۔ ان میں سے سید جعفر علی مرحوم کی روحانیت کے واقعات آج بھی خاندان کے بزرگ افراد بیان کرتے ہیں۔ سید چراغ علی مرحوم کے فرزند سید صادق علی مرحوم کی اولاد میں سید محمد حسین مرحوم، سید احمد حسین مرحوم، سید محمد اشرف مرحوم اور سید محمد یونس مرحوم تھے۔ سید احمد حسین مرحوم کا انتقال تو بہت پہلے ہو گیا تھا۔ باقی تین بھائی ۱۹۴۷ء میں پہلے سیالکوٹ کے مقام بلگن اور بھوپال والہ میں اقامت پذیر ہوئے ۔ ان میں سے سید محمد اشرف نے بھوپال والہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ سید محمد حسین مرحوم اور سید محمد یونس مرحوم دونوں بھائی طبیب تھے ۔ اوّل الذکر بعد میں گوجرانوالہ نقل مکانی کر کے آ گئے تھے ۔ وہ اسی جگہ طبابت کا کام کرتے رہے اور وہیں ان کا انتقال ہوا ۔ ان کی قبر مقامی قبرستان میں موجود ہے ۔ ان کے بیٹے سید عارف حسین اور سید محمد ارشد اسی شہر میں آباد ہیں۔ ان کے تیسرے بیٹے سید محمد الیاس کا انتقال ہو گیا تھا۔ سید محمد یونس مرحوم نقل مکانی کر کے لاہور میں آ گئے تھے ۔ علم طب اور عملیات ان کے دو خاص شعبے تھے ۔ ان کا انتقال اسی جگہ ہوا ۔ ان کو عزیز کالونی، شاھدرہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے تین بیٹے سید الطاف حسین، سید ادریس حسین اور سید اعجاز حسین لاہور ہی میں مقیم ہیں۔ یہ تینوں بھائی سروس کرتے ہیں۔ سید محمد اشرف بھوپال والہ ہی میں رہے۔ ان کا انتقال اسی جگہ ہوا۔ ان کے بیٹے وہیں مقیم ہیں ۔ سید احمد حسین مرحوم کے بیٹے سید محمد اکرم بھی

پہلے بلگن میں رہے۔ پھر وہ فیصل آباد میں آکر مقیم ہو گئے۔ وہ اور ان کے بیٹے اسی شہر میں سکونت رکھتے ہیں۔

سید تصدق حسین مرحوم کے دو بیٹے سید شبیر حسین مرحوم اور سید مظفر حسین مرحوم تھے۔ یہ ۱۹۴۷ میں پہلے چک نمبر ۲۷۵، ر۔ب میں مقیم ہوئے۔ بعد میں دونوں بھائی جڑانوالہ میں آگئے۔ مظفر حسین مرحوم کا انتقال اسی جگہ ہوا۔ ان کی قبر وہاں کے مقامی قبرستان میں موجود ہے۔ ان کے بیٹے سید منوّر حسین اسی شہر میں مقیم ہیں۔ وہ سروس کرتے ہیں۔ سید شبیر حسین مرحوم کا انتقال بھی چند سال پہلے جڑانوالہ میں ہوا اور وہ وہیں مدفون ہیں۔ ان کے بیٹے سید مشتاق حسین، سید ممتاز حسین اور سید محفوظ حسین وہاں کاروبار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوشحال ہیں۔

سید میر حیدر علی مرحوم کے بڑے بیٹے سید محمد لطیف مرحوم کا انتقال ۱۹۴۷ء سے بہت پہلے ہوگیا تھا۔ وفات کے بعد ان کی اہلیہ اپنے بچوں کو لے کر ساہیوال آگئیں۔ انہوں نے اسی جگہ رہائش اختیار کر لی۔ مرحوم کے بیٹے اسی جگہ جوان ہوئے۔ ان میں سے دو سید نیاز حسین اور سید رشید حسین کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی اولاد اسی جگہ مقیم ہے۔ میر حیدر علی مرحوم کے دوسرے بیٹے سید محمد نذیر مرحوم وہاڑی میں چک نمبر ۲۱۶ میں آباد ہو گئے تھے۔ وہ بھی طبابت کا پیشہ اپنائے ہوئے تھے۔ ان کا وہیں انتقال ہوا اور ان کو اسی جگہ مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے بیٹے سید مقصود احمد، سید منظور احمد اور سید محمد احمد اسی جگہ اپنے والد کے ساتھ مقیم رہے۔ ان میں سے دو سید مقصود احمد اور سید محمد احمد کا انتقال ہو چکا ہے۔ سید منظور احمد اور ان کے مرحوم بھائی سید مقصود احمد کی اولاد اسی جگہ مقیم ہے۔ ان کے تیسرے بیٹے سید محمد حنیف مرحوم ۱۹۴۷ء میں بھلیر نزد سانگلہ ہل آکر آباد ہوئے۔ ان کا (۱) جگہ انتقال ہوا۔ وہ وہاں کے مقامی قبرستان میں مدفون ہیں۔ مرحوم کے اکلوتے فرزند سید مظہر حسین مرحوم تھے۔ ان کا بھی اسی جگہ انتقال ہوا۔ ان کے دو بیٹے سید فیض حسین اور سید اظہر حسین اسی مقام پر رہائش رکھتے ہیں۔

سید تصدق حسین مرحوم کے دوسرے بھائی سید رضا حسین مرحوم "دھاری وال" کے قریب "لہل" نامی گاؤں میں جاکر آباد ہو گئے تھے۔ وہ ۱۹۴۷ء میں علاج کروانے کی غرض سے چک نمبر ۲۷۴، ر۔ب (ضلع فیصل آباد) میں آئے۔ ان کا اسی سال وہیں انتقال ہوگیا اور وہ مقامی قبرستان میں دفن کیے گئے۔ ان کے بیٹے ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ ان میں ایک سید منظور حسین تو پہلے ہی لاہور میں اپنا کاروبار کرتے تھے۔ وہ اب بھی لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ دوسرے تین بیٹوں نے چک نمبر ۲۷۵، ر۔ب میں جاکر سکونت اختیار کر لی۔ ان میں کاظم حسین مرحوم نے طب کا پیشہ اپنایا۔ اس کے ساتھ وہ گاؤں کے رفاہی اور فلاحی کاموں میں سرگرمی سے مصروف رہنے لگے۔ اس وجہ سے انہوں نے بہت شہرت پائی۔ ان کا انتقال لاہور میں ایک ہسپتال میں ہوا تھا۔ ان کی میت کو گاؤں لے جایا گیا۔ اور ان کو وہاں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے ایک بیٹے سید عاکف حسین اسی جگہ مقیم ہیں۔ دوسرے بیٹے سید عارف حسین فیصل آباد میں ایک بنک میں سروس کرتے ہیں۔ ان کی رہائش بھی فیصل آباد ہی میں ہے۔ کاظم حسین مرحوم کے تیسرے بیٹے سید طالب حسین راولپنڈی میں ملازمت کرتے ہیں۔ سید کاظم حسین مرحوم کے دوسرے بھائی سید افضل حسین بھی طبیب ہیں۔ وہ اس چک سے منتقل ہو کر قریب ہی چک نمبر ۲۴۵، ر۔ب میں آباد ہو گئے۔ ان کے بیٹے بھی اسی جگہ آباد ہیں۔ ان کے تیسرے بھائی سید ابرار حسین پہلے راولپنڈی میں سروس کرتے رہے اب وہ ریٹائر ہو کر چک نمبر ۲۷۴، ر۔ب میں آگئے ہیں۔ وہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

سید خیر علی شاہ کے بیٹے سید محمد علی مرحوم سرکاری سروس میں رہے۔ وہ اپنے منصبی فرائض کئی مقامات پر ادا کرتے رہے۔ آخر میں وہ لاہور میں تعینات تھے۔ ان کا اسی جگہ انتقال ہوا ان کو اسی جگہ مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے بیٹے سید غلام عباس بھی لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان کی شرافت، جذبہ ہمدردی و صلہ رحمی کی صفات بہت نمایاں ہیں۔ ان کو اپنے خاندانی حالات کو محفوظ کرنے میں بہت دلچسپی ہے۔ اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ انہوں

نے اپنے خاندانی شجرہ نسب کی دو نقلیں کپڑے کے ٹکڑوں پر تیار کیں۔ ان کی عطا کی ہوئی نقل سے یہ شجرہ خاص ترتیب سے کاغذ کے اوراق پر منتقل کیا گیا ہے۔ ان کے دو بیٹے سیّد شاہد عباس اور سیّد زاھد عباس بھی ان کے ساتھ مقیم ہیں۔ سیّد شاہد عباس "واسا" میں سروس کرتے ہیں۔

گذشتہ حالات و واقعات کے ریکارڈ کا نام "تاریخ" ہے۔ جس طرح زندہ قومیں اپنے ماضی کو یاد رکھتی ہیں اور اس سے سبق سیکھتی ہیں۔ اسی طرح زندہ اور بیدار مغز خاندان بھی اپنے ماضی کو نہیں بھلاتے۔ بلکہ اس کے ذکر کو یاد رکھتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے:۔

؎ ضبط کن تاریخ را پایندہ شو ؛ از نفس ہائے رمیدہ زندہ شو

ماضی کو یاد رکھنے سے ایک قسم کی روشنی حاصل ہوتی ہے جس سے زندگی کی راہیں منوّر ہوتی ہیں۔ اپنے اسلاف کا تذکرہ مختصر طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ نئی پود کو اپنے خاندان اور اس کے ماضی کے بارے میں علم ہو سکے۔ اس "مقدمہ" میں ان تمام مقامات کو درج کرنے کی اپنی بساط بھر کوشش کی ہے جہاں سید امام علی شاہ مرحوم کی اولاد رہائش رکھتی ہے۔ اس کا تمام سہرا اپنے واجب احترام چچا سید سردار علی رضوی کے سر ہے جنہوں نے اس کام کے لئے بار بار یاد دہانی کرائی، تحریک دلائی، بلکہ تشویق بھی۔ اگر ان کا تاکید کے ساتھ بار بار ارشاد نہ ہوتا، تو شاید یہ شجرہ نسب کپڑے کی چادر سے کاغذ کے سینے پر منتقل نہ ہو سکتا۔ ان کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ کسی حد تک ہمارے خاندانی حالات کو محفوظ ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے بھائی سیّد غلام عباس صاحب کو بھی بار بار اس کام کے کروانے کے لئے کہا، ان کو یاد دھانی بھی کرواتے رہے۔ چنانچہ بھائی صاحب پہلے مجھے باتوں باتوں میں ذہنی طور پر تیار کرتے رہے کہ یہ کام کرنا چاہیے۔ پھر ایک روز شجرہ نسب کی نقل لے کر میرے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ اب اس کام کو کر دینا چاہیے۔ لہٰذا میں اپنے ان دونوں بزرگوں کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ اُن کی تحریک اور ترغیب کی وجہ سے یہ کام ایک حد تک تکمیل پذیر ہوا۔

اس کام کے دوران کئی علم دوست احباب نے مواد کی فراہمی میں میری مدد کی، ان کا شکریہ ادا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ برادر عزیز سید احسن عمرانی، مقیم لاہور، کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی ذاتی لائبریری سے انساب پر کتب مطالعہ کے لئے مستعار دیں۔ ڈاکٹر سیّد لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی، اسلام پورہ، لاہور کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی تالیف "جارچہ" مرحمت کی جس کے مطالعہ سے بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ سید آصف رضا رضوی، رضویہ سوسائٹی، کراچی کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے کتاب "درِ نایاب" عطا کی جس کے مطالعہ سے بہت سے سوالوں کے جوابات مل گئے۔ سیّد آغا ارشاد حیدر، مقیم کاہنہ نو، نے اپنے خاندانی شجرہ نسب سے استفادہ کا موقع فراہم کیا اور اپنے خاندان کے بارے میں ضروری معلومات دیں، ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خداوند عالم ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا سپاس ہوں کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے میں یہ کام کر سکا۔ الحمدللہ علیٰ احسانہٖ۔

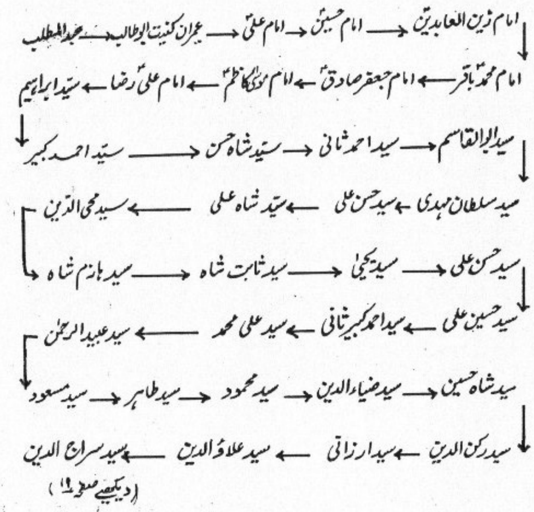
آخر میں دُعا ہے کہ خداوند عالم بحق سید المرسلینؐ اور اہل بیت اطہارؑ اس خاندان کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے، اپنے فضل و کرم اور جود و عطا سے نوازے۔ اس کے افراد کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان کو ہر شعبۂ حیات میں نمایاں اور ممتاز مقام عطا کرے۔ ان صفحات میں علمِ دین اور علمِ طب کا ذکر خصوصی طور پر آیا ہے۔ اس روایت کو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے زندہ و تابندہ رکھے اور افرادِ خاندان کو انسانی خدمت کرنے کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔

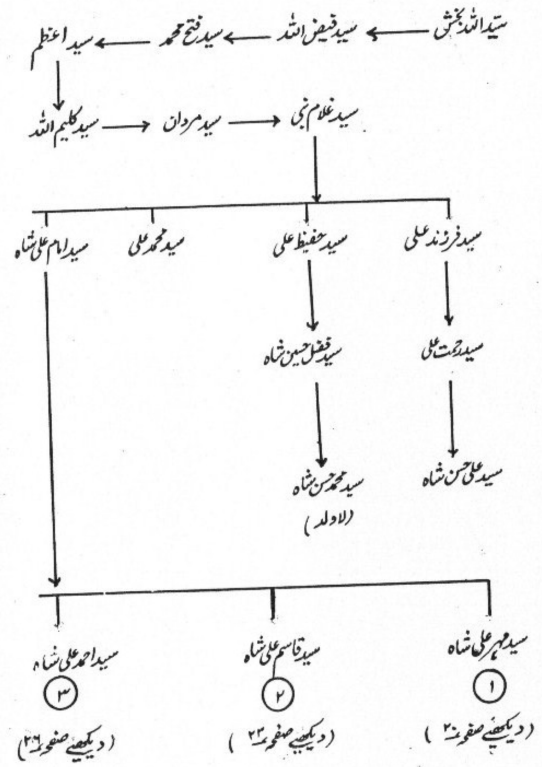
۲۰ مئی ۱۹۹۴ء / ۸ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ

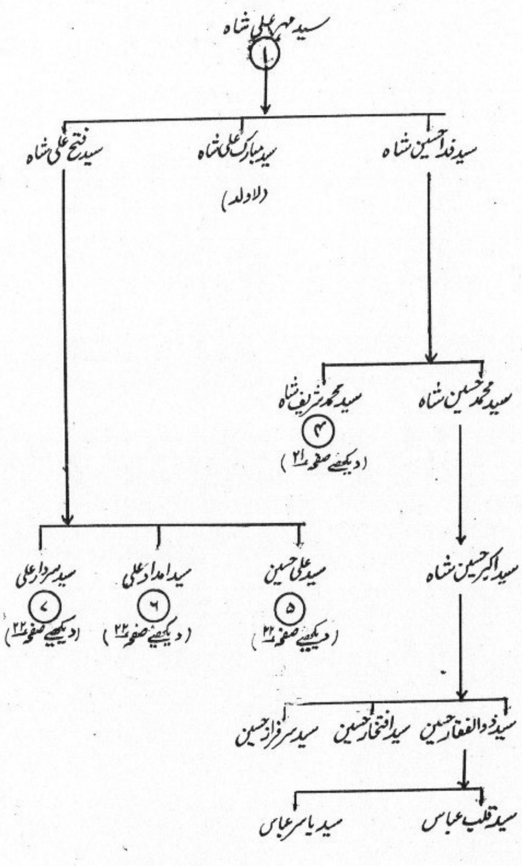
سیّد جمیل احمد رضوی
نیو شالیمار ٹاؤن، لاہور

شجرہ نسب

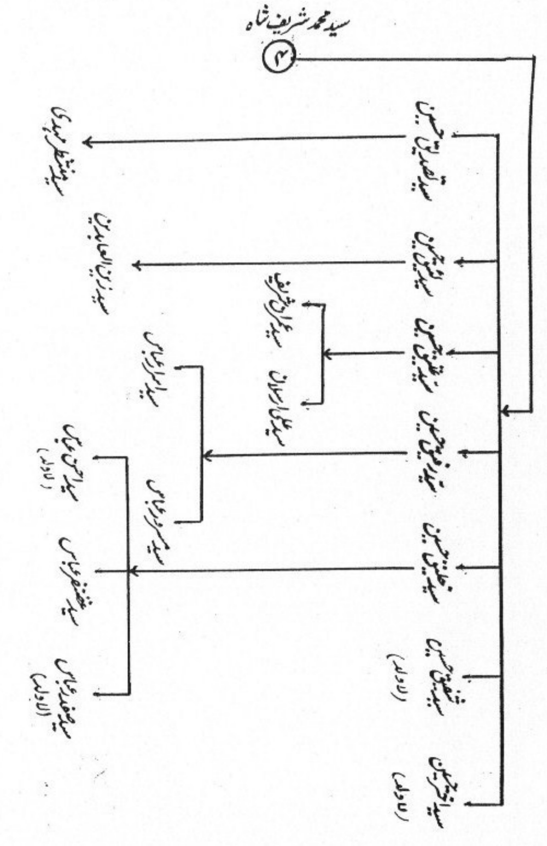
اصل شجرہ نسب میں پہلے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ تک ۶۹ نام لکھے گئے ہیں۔ پھر نسب نامہ حضرت عبدالمطلب سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے نام کی بائیں جانب حضرت عبداللہ کا اسم گرامی ہے اور اس کے ساتھ سیدالمرسلینؐ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا اسم گرامی ہے اور اس کے ساتھ سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہراؑ کا نام دیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب کے نام کی دائیں جانب حضرت ابوطالب کا نام ہے جس سے نسب نامہ آگے بڑھتا ہے۔ ذیل میں آخرالذکر والا شجرہ نسب درج کیا جاتا ہے:۔



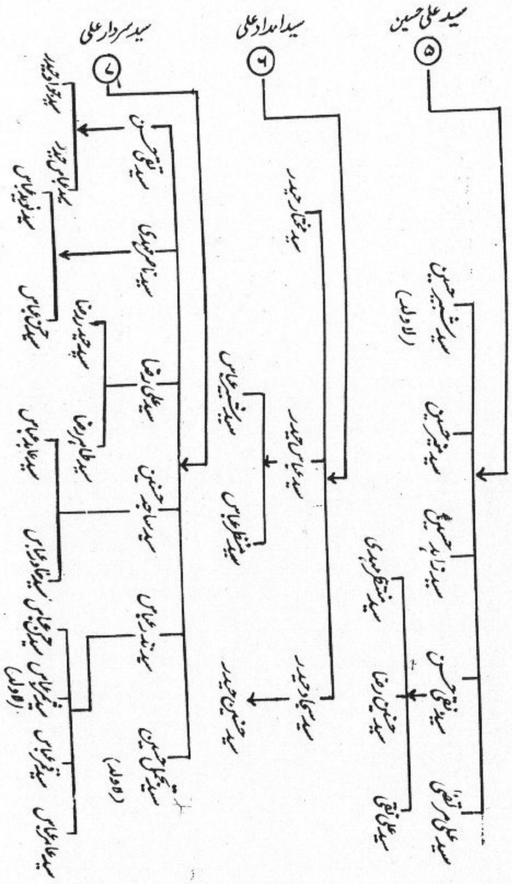


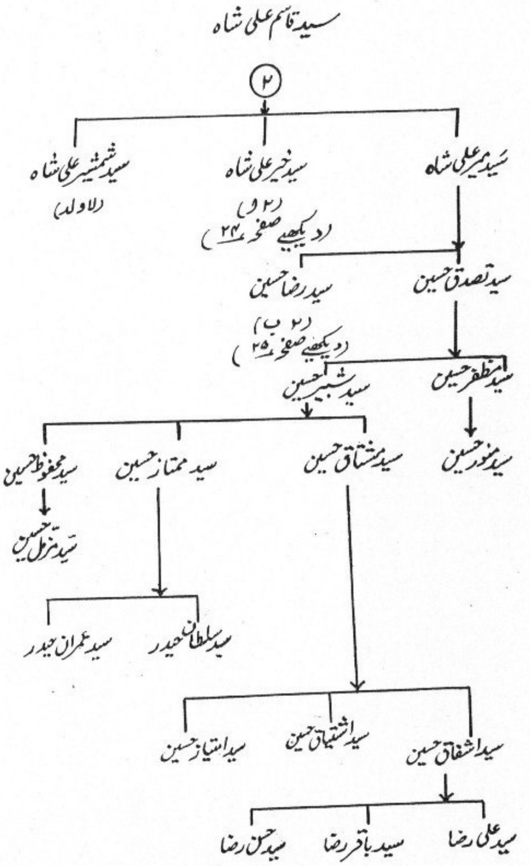


سید مہر علی شاہ
۱
سید فدا حسین شاہ
سید مبارک علی شاہ
(لاولد)
سید فتح علی شاہ
سید محمد حسین شاہ
سید محمد شریف شاہ
۴
(دیکھیے صفحہ ۲۱)
سید اکبر حسین شاہ
سید علی حسین
۵
(دیکھیے صفحہ ۲۲)
سید امداد علی
۶
(دیکھیے صفحہ ۲۲)
سید سردار علی
۷
(دیکھیے صفحہ ۲۲)
سید ذوالفقار حسین
سید افتخار حسین
سید سرفراز حسین
سید قلب عباس
سید یاسر عباس



سید محمد شریف شاہ
۴
سید اختر حسین
(لاولد)
سید شفیق حسین
(لاولد)
سید خلیق حسین
سید رفیق حسین
سید عتیق حسین
سید لئیق حسین
سید تصدیق حسین
سید علی ارسلان
سید عمران شریف
سید مسرور عباس
سید اسرار عباس
سید صفدر عباس
(لاولد)
سید غضنفر عباس
سید احسن عباس
(لاولد)
سید زین العابدین
سید منتظر مہدی


سید علی حسین
۵
سید امداد علی
۶
سید سردار علی
۷


سید قاسم علی شاہ
۲
سید میر علی شاہ
سید خیر علی شاہ
(۲ و)
(دیکھیے صفحہ ۲۴)
سید شمشیر علی شاہ
(لاولد)
سید تصدق حسین
سید رضا حسین
(۲ ب)
(دیکھیے صفحہ ۲۵)
سید مظفر حسین
سید شبیر حسین
سید منور حسین
سید مشتاق حسین
سید ممتاز حسین
سید محفوظ حسین
سید مزمل حسین
سید سلطان حیدر
سید عمران حیدر
سید اشفاق حسین
سید اشتیاق حسین
سید امتیاز حسین
سید علی رضا
سید باقر رضا
سید حسن رضا

سید خیر علی شاہ

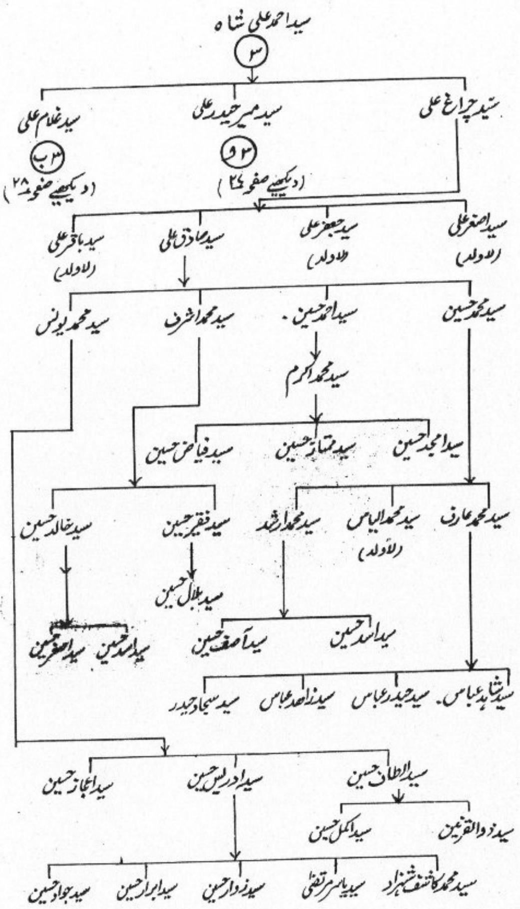
(۱۲و)

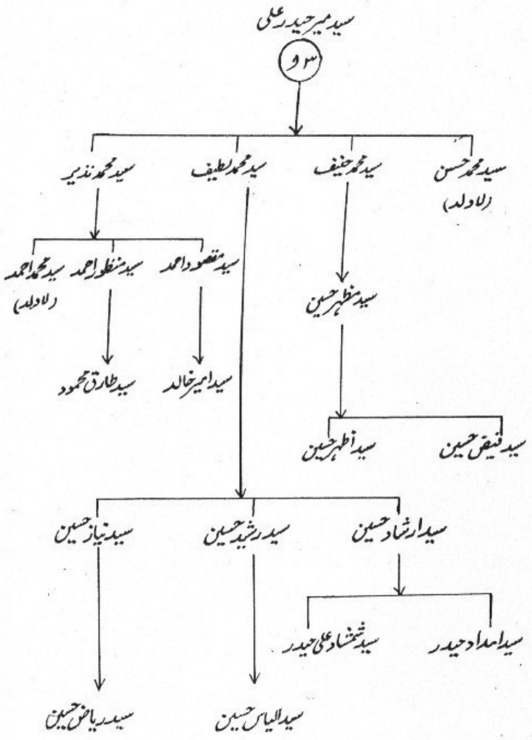
- سید محمد علی شاہ
  - سید غلام عباس
    - سید شاھد عباس
      - سید عاطف عباس
      - سید نجم عباس (لاولد)
      - سید علی رضا
      - سید حسن رضا
      - سید حسنین رضا
    - سید زاھد عباس

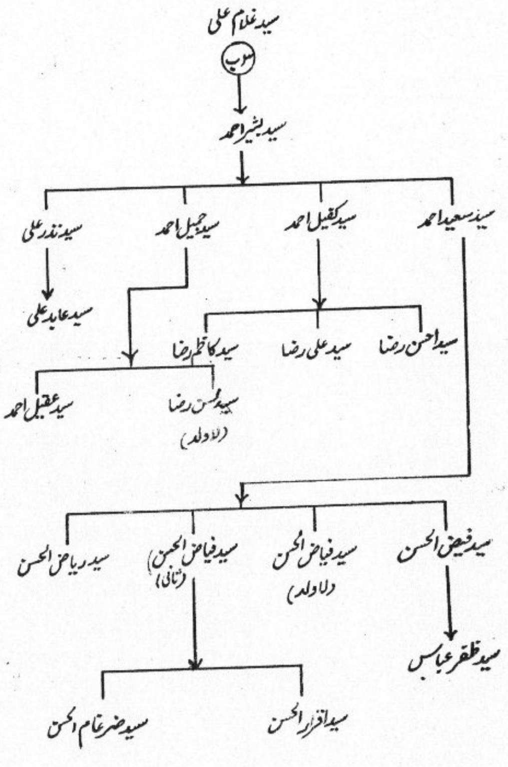
سید رضا حسین

(۱۲ب)

- سید لیاقت حسین (لاولد)
- سید منظور حسین
  - سید دلبر حسین
  - سید دلشاد حسین
  - سید دلنواز حسین
- سید کاظم حسین
  - سید طالب حسین
  - سید عارف حسین
    - سید قاسم حسین
    - سید آصف حسین
    - سید کاشف حسین
  - سید عاکف حسین
- سید افضل حسین
  - سید خادم عباس
  - سید زاھد عباس
  - سید شاہد عباس
  - سید ضیغم عباس
- سید ابرار حسین
  - سید صفدر عباس
  - سید حیدر عباس
  - سید قمر عباس (لاولد)
  - سید عامر عباس


سید احمد علی شاہ
۳
سید چراغ علی
سید میر حیدر علی
۳و
(دیکھیے صفحہ ۲۷)
سید غلام علی
۳ب
(دیکھیے صفحہ ۲۸)
سید اصغر علی
(لاولد)
سید جعفر علی
(لاولد)
سید صادق علی
سید باقر علی
(لاولد)
سید محمد حسین
سید احمد حسین
سید محمد اشرف
سید محمد یونس
سید محمد اکرم
سید امجد حسین
سید ممتاز حسین
سید فیاض حسین
سید محمد عارف
سید محمد الیاس
(لاولد)
سید محمد ارشد
سید فقیر حسین
سید خالد حسین
سید بلال حسین
سید اسد حسین
سید آصف حسین
سید اسد حسین
سید اصغر حسین
سید شاہد عباس
سید حیدر عباس
سید زاہد عباس
سید سجاد حیدر
سید الطاف حسین
سید ادریس حسین
سید اعجاز حسین
سید ذوالقرنین
سید اکمل حسین
سید محمد کاشف شہزاد
سید یاسر مرتضیٰ
سید زوار حسین
سید ابرار حسین
سید جواد حسین


سید میر حیدر علی
۳و
سید محمد حسن
(لاولد)
سید محمد حنیف
سید محمد لطیف
سید محمد نذیر
سید مقصود احمد
سید منظور احمد
سید محمد احمد
(لاولد)
سید مظہر حسین
سید امیر خالد
سید طارق محمود
سید فیض حسین
سید اظہر حسین
سید ارشاد حسین
سید رشید حسین
سید نیاز حسین
سید امداد حیدر
سید شمشاد علی حیدر
سید الیاس حسین
سید ریاض حسین



فہرست کتب

اب ان کتابوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن سے شجرہ کی تدوین کے دوران استفادہ کیا گیا۔ ان میں عربی، فارسی اور اُردو کے مآخذ شامل ہیں۔ ہر اندراج میں جو تفصیل دی گئی ہے، اس کی ترتیب اس طرح ہے۔ عنوان کتاب، مصنف یا مؤلف، مقام اشاعت، ناشر، سال اشاعت، صفحات یا جلدیں اور قوسین میں زبان۔ اندراجات کی ترتیب عنوان کتاب کے اعتبار سے الفبائی ہے۔ ان مصادر میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حالات موجود ہیں اور آپؑ کی اولاد کی تفصیل بھی مل جاتی ہے۔

کتاب: "تاریخ درِ نایاب" از سید ظہیر الحسن رضوی بھر تپوری کے حوالے سے یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ فاضل مصنف مرحوم نے امام رضاؑ کی اس سوانح عمری میں دسواں باب: "ذکر ازواج و اولاد امام علی الرضا علیہ السلام معہ سادات رضوی" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ آپؑ کی اولاد کی تعداد پر روشنی ڈالی ہے۔ اس باب میں فاضل مصنف نے بہتر کتابوں کی تفصیل درج کی ہے۔ جن میں امام رضاؑ کی تعداد اولاد ایک سے زیادہ دس فرزندوں اور ایک دختر کا ہونا درج ہے۔ زیادہ تر میں کم سے کم پانچ فرزندوں کا ذکر ملتا ہے۔ امام محمد تقیؑ، حسنؑ، جعفرؑ، ابراہیمؑ، حسینؑ اور ایک دختر۔ متعدد کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ پانچ فرزندوں سے نسل چلی جن کی اب تک اولاد موجود ہے۔ اور وہ سادات رضوی کہلاتے ہیں (تاریخ درِ نایاب، ص ۱۳۷)۔

اس کتاب کے مصنف نے کتابوں کے اس جدول کے دوسرے حصے میں ان چھبیس کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی تعداد اولا

صرف امام محمد تقی علیہ السلام کا ہونا درج ہے اور ان سے آپ کی نسل چلی جو رضوی کہلائے جبکہ وہ سادات تقوی ہیں۔ ان میں سے بعض کتب میں تین یا پانچ فرزندوں کا ہونا، مگر نسل ایک سے چلنا بھی لکھا ہے۔ بعض میں دیگر اولاد کا ذکر بھی ہے۔ (تاریخ درنایاب، ص-۱۴۹)

فارسی میں انساب کی قدیم مطبوعہ کتب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزندوں کی تعداد آٹھ لکھی ہے۔ ان میں "کنز الانساب معروف بہ بحر الانساب" از سید مرتضیٰ علم الہدیٰ مطبوعہ بمبئی (۱۳۱۶ھ) اور "ریاض الانساب و مجمع الاعقاب و معروف بہ بحر الانساب" از حبیب پور مظاہر، مطبوعہ بمبئی (۱۳۳۵ھ) زیادہ معروف ہیں۔ اوّل الذکر کے حوالے سے امامؑ کے آٹھ فرزندوں کے نام یہ ہیں:-

امام محمد تقی علیہ السلام، ہادی، علی نقی، حسین، یعقوب، ابراہیم، فضل اور جعفر۔ حبیب پور مظاہر کی کتاب میں بھی یہی نام دیئے ہیں۔ یہاں پر اس امر کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کتابوں میں امام زادہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزندوں کی تعداد بھی آٹھ لکھی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:-

محمد، محمود، احمد، طیب، موسیٰ، ابراہیم، یعقوب اور حافظ۔

اب کتب کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔ اس فہرست کی مدد سے حضرت امام رضا علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو مصادر و مآخذ کی تلاش و جستجو میں آسانی رہے گی۔ ان میں سے زیادہ کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور میں محفوظ ہیں۔ چند فوٹو کاپی کی صورت میں ہیں۔ باقی اصل مطبوعہ صورت میں ہیں۔

۱۔ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب، سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالب: عبید اللہ بسمل امرتسری۔
لاہور: شیخ جان محمد اللہ بخش، ۱۳۵۱ھ۔ ۸۰۴ص۔ (اُردو)

۲۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد: محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالمفید، باترجمہ و شرح سید ہاشم رسولی محلاتی۔ تہران: انتشارات علمیہ اسلامیہ، ۱۳۴۶ شمسی۔ ۲ ج (یکجا)۔ (عربی و فارسی)
اس کی دوسری جلد میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حالات ہیں۔

۳۔ الارشاد للشیخ المفید: محمد بن محمد بن النعمان العکبری البغدادی الملقب بالشیخ المفید المتوفی ۴۱۳ھ۔ النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۹۶۲ء۔ ۳۶۸ص۔ (عربی)

۴۔ امام علی رضا علیہ السلام: علی محمد علی دخیل، اُردو ترجمہ از سید صفدر حسین نجفی۔
لاہور: مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز، ۱۴۰۹ھ۔ ۱۰۶ص۔ (اُردو)

۵۔ الانساب: ابو سعید عبد الکریم بن محمد ابن منصور التمیمی السمعانی المتوفی سنۃ ۵۶۳ھ تقدیم و تحقیق عبد اللہ عمر البارودی۔ بیروت: دار الجنان ۱۹۸۸ء۔ ۵ ج۔ (عربی)
اس کی تیسری جلد میں حضرت امام رضا علیہ السلام اور الرضوی پر بحث موجود ہے۔

۶۔ باغ سادات المعروف بہ در نجف ظہور ایمان: حکیم پیر محمد شاہ، مؤلفہ سید تجمل حسین شاہ نقوی البخاری۔ لاہور: شیخ عطا محمد ناصر علی، ۱۹۵۶ء۔ ۲۷۲ص۔ (اُردو)

۷۔ بحار الانوار، الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار: الشیخ محمد باقر المجلسی۔ بیروت: مؤسسۃ الوفاء، ۱۹۸۳ء۔ ج ۴۹۔ (عربی)

۸۔ تاریخ انوار السادات، المعروف گلستان فاطمہؑ: سید ظفریاب حسین الترمذی نانوتوی۔ بھکر: جامعہ مسجد امامیہ و قصر زینبیہ، ۱۹۶۸ء۔ ۷۹۴ص۔ (اُردو)

۹۔ تاریخ درنایاب، یعنی سوانح حیات شمس الشموسؑ، حالات سلطان طوس امام ہشتم حضرت علی الرضا علیہ السلام و ازواج، اولاد، احفاد نسبی سادات رضوی: سید ظہیر الحسن رضوی مشہدی ہیلکی بھرتپوری۔ کراچی: سید آصف رضا رضوی بھرتپوری، ۱۹۷۶ء۔ ۱۹۲ص۔ (اُردو)

۱۰۔ تواریخ واسطیہ : رحیم بخش امروھوی نقوی۔ مراد آباد: مطبع گلزار احمدی، ۱۳۲۲ھ۔ ۵۹۴ص۔ (اُردو)
درحالات سادات امروھہ و شجرہ انساب

۱۱۔ جارچہ، سوانح علامہ ابن حسن رضوی سبزواری جارچوی مرحوم و ڈائریکٹری سادات رضویہ (جارچہ) (خاندان چہارم)، بہ سلسلہ سید علی سبزواری، اولاد سید قیام الدین، مذہبی و دیگر معلومات کے ساتھ : ایچ ڈاکٹر لیثق الحسن رضوی سبزواری جارچوی۔ لاہور: مؤلف، ۱۹۸۱ء۔ (اُردو)

۱۲۔ چودہ ستارے (معہ اضافہ) یعنی حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات زندگی: السید نجم الحسن کراروی۔ لاہور: امامیہ کتب خانہ، ۱۳۹۳ھ۔ ۶۰۸ص۔ (اُردو)

۱۳۔ خاندان پیغمبرؐ یا چہاردہ معصوم: محمد علی خلیلی۔ تہران: شرکت چاپ کتاب (س۔ن)۔ ۴۳۰ص۔ (فارسی)

۱۴۔ راہنمایان اسلام: سید علی نقی النقوی۔ لاہور: مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۸۸ص۔ (اُردو)

۱۵۔ رسولؐ و اہلبیت رسول علیہم السلام: علی الجعفری۔ کراچی: خراسان اسلامک سنٹر، ۱۳۸۴ھ۔ جلد دوم۔ (اُردو)

۱۶۔ ریاض الانساب و مجمع الاعقاب و معروف بہ بحر الانساب: حبیب پدر مظاہر۔ بمبئی: میرزا محمد ملک الکتاب، ۱۳۳۵ھ۔ جلد اول و دوم۔ (فارسی)

۱۷۔ الصواعق المحرقۃ فی الرد علی أھل البدع والزندقۃ: احمد بن حجر الہیتمی المکی المتوفی ۹۷۴ھ۔ القاہرۃ: مکتبۃ القاہرۃ، ۱۹۶۵ء۔ ۲۶۳ + ۲۷ص۔ (عربی)

۱۸۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب: السید احمد بن علی الداودی الحسنی حقق نصوصہ الدکتور نزار رضا۔ بیروت: دار مکتبۃ الحیاۃ (س۔ن)۔ ۳۰۲ص۔ (عربی)

۱۹۔ الفصول المہمۃ فی معرفۃ أحوال الآئمۃ علیہم السلام: علی بن محمد بن احمد المغربی المالکی الشہیر بابن الصباغ المتوفی ۸۵۵ھ۔ النجف: المکتبۃ الحیدریۃ ۱۹۶۳ء۔ ۲۹۲ص۔ (عربی)

۲۰۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الآئمۃ: ابوالحسن علی بن السعید فخر الدین عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی۔ طہران: دار الطباعۃ، ۱۲۹۴ھ۔ ۳۵۱ص۔ (عربی)

۲۱۔ کنز الانساب معروف بہ بحر الانساب در تحقیق حسب و نسب امامان و امام زادگان واجب التعظیم و بیان محل مقابر و مشاہدہ آنہا در ہر خطہ و مقام و ذکر حسب و نسب سادات عالی درجات عموماً: سید مرتضیٰ علم الہدیٰ۔ بمبئی: میرزا محمد ملک الکتاب، ۱۳۱۶ھ۔ ۱۲۸ص۔ (فارسی)

۲۲۔ لغت نامہ: علی اکبر دھخدا۔ تہران: دانشگاہ تہران و دانشکدہ ادبیات، سازمان لغت نامہ، ۱۳۴۶ ہجری شمسی۔ جلد ۲۶، شمارہ مسلسل ۱۲۸۔ (فارسی)

۲۳۔ مجموعہ زندگانی چہاردہ معصوم علیہم السلام: عماد الدین حسین اصفہانی الشہیر بہ عماد زادہ۔ تہران: مؤلف، ۱۳۴۸ شمسی۔ ۲ ج۔ (یکجا)۔ (فارسی)

۲۴۔ مسند امام الرضا: ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا، جمعہ و رتبہ الشیخ عزیز اللہ العطاردی الخبوشانی۔ طہران: مکتبۃ الصدوق، ۱۳۹۲ھ۔ ۲ ج۔ (عربی)
مرتب نے پہلی جلد کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حالات درج کیے ہیں۔ اس میں آپ کی اولاد کا ذکر بھی ملتا ہے۔

۲۵۔ مطالب السئول فی مناقب آل الرسول: ابو سالم کمال الدین محمد بن طلحۃ ابن محمد بن الحسن القرشی العدوی النصیبی الشافعی المتوفی ۶۵۲ھ۔ النجف الاشرف: مکتبۃ و دار الکتب التجاریۃ، ۱۳۷۱ھ۔ الجزء الثانی۔ (عربی)

۲۶۔ مناقب آل أبی طالب: مشیر الدین أبی عبداللہ محمد بن علی بن شہر آشوب ابن أبی نصر

بن أبی حبش السروی المازندرانی المتوفی ۵۸۸ھ۔ النجف: المطبعة الحیدریة، ۱۹۵۶ء۔ الجزء الثالث۔ (عربی)

۲۷۔ منتهی الآمال در احوالات نبیؐ و آلؑ: الشیخ عباس قمی۔ تہران: سازمانِ چاپ و انتشارات جاویدان، ۱۳۸۹ھ۔ ۲ ج۔ (فارسی)

۲۸۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم: الشیخ مؤمن بن حسن مؤمن الشبلنجی۔ قاہرہ: مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۴۸ء۔ ۲۷۹ ص۔ (عربی)

ضمیمہ (الف)

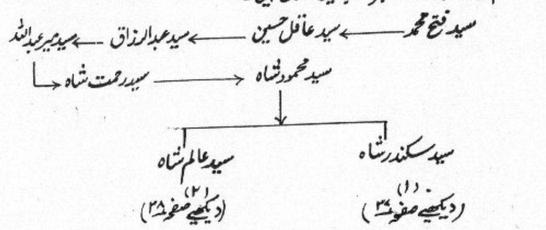
دیگر ساداتِ رضویہ کالا افغاناں

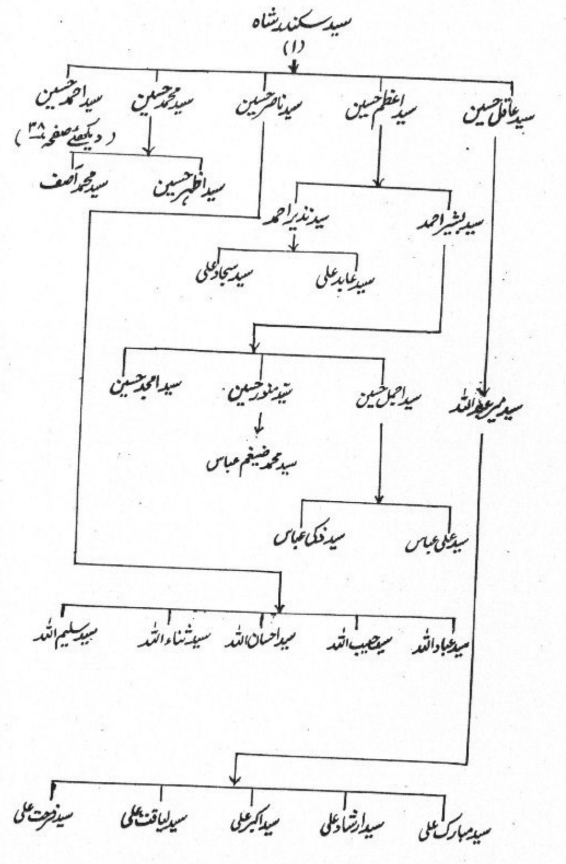
جیسا کہ شروع میں "ضروری وضاحت" کے عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ یہ شجرۂ نسب صرف اس شاخ کی تفصیل بتاتا ہے جو سید امام علی شاہ مرحوم کی اولاد سے ہے، ساداتِ رضویہ کی دوسری شاخ کے افراد بھی کثیر تعداد میں کالا افغاناں میں رہائش پذیر تھے۔ ظہورِ پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں یہ بھی ہجرت کر کے پاکستان میں آ گئے اور پنجاب کے مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ ان مقامات کے نام شروع میں درج کر دیئے ہیں۔ ان کے پاس بھی اپنا شجرہ نسب محفوظ ہے۔ اس شاخ کا ایک نہایت بوسیدہ اور شکستہ شجرہ نسب کاہنہ نو ضلع لاہور میں مقیم سید آغا ارشاد حیدر بن سید احمد حسین بن سید سکندر شاہ مرحوم کے پاس ہے۔ اس کو میں نے بھائی غلام عباس صاحب کی معیت میں ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء کو کاہنہ نو جا کر دیکھا۔ اس کو بہت مشکل سے کھولا اور پڑھا گیا۔ اس میں امام علی شاہ مرحوم کی اولاد سے چلنے والی شاخ کے افراد کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۴۷ء تک جو معلومات لکھنے والے کو ملیں، اس میں درج کی گئی ہیں۔

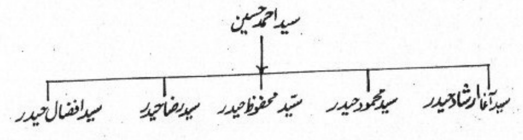
سید آغا ارشاد حیدر کے بقول اچھی حالت میں ایک شجرۂ نسب بھی ان کے پاس موجود تھا جو اسی مقام پر مقیم ان کے ایک قریبی عزیز کے پاس پہنچ چکا ہے اور وہ بوجوہ یہ خاندانی دستاویز کسی کو دکھاتے نہیں ہیں۔ آغا صاحب کے پاس ایک پرانی ڈائری بھی ہے جس میں انہوں نے اپنی شاخ کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس ڈائری کے ساتھ ہمارے پاس محفوظ شجرہ نسب سے مقابلہ کیا۔ اس تقابلی مطالعہ کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ سید فتح محمد کے ایک بیٹے سید اعظم کی نسل سے ہماری شاخ آگے بڑھی اور دوسرے بیٹے سید عاقل حسین کی نسل سے ان (دیگر ساداتِ رضویہ کالا افغاناں)

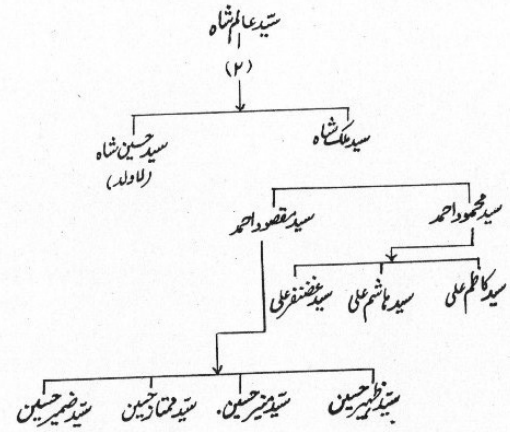
کی شاخ آگے چلی۔ آغا صاحب نے ڈائری کی مدد سے اپنی شاخ کے بارے میں معلومات فراہم کیں اور جدید دور کے متعلق اپنے حافظ کی مدد سے اطلاعات دیں۔ یہ نامکمل ہیں ان کو موجودہ دور تک مکمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کا شجرہ نسب مکمل ہو سکے۔ پھر اس کو شائع بھی کر دینا چاہیئے تاکہ نئی نسل کو اپنے خاندان کے بارے میں معلومات ہو سکیں۔ سید آغا ارشاد حیدر نے جو معلومات فراہم کیں، ان کو یہاں اس لیئے درج کیا جا رہا ہے تاکہ یہ محفوظ ہو جائیں اور بعد میں آنے والے ان سے استفادہ کر سکیں۔ ممکن ہے ان میں سے کوئی صاحب کا ہنہ ذہن میں محفوظ اپنے شجرہ نسب کو عصرِ حاضر تک مرتب کر کے شائع کرنا چاہیں، تو ان نامکمل معلومات سے بھی استفادہ کر لیں۔

اس شاخ کا شجرہ بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند سید ابراہیم سے شروع ہوتا ہے۔ ان کی شاخ سید فتح محمد کے فرزند سید عاقل حسین سے ہماری شاخ سے الگ ہوتی ہے۔ ان معلومات کو سید فتح محمد سے شروع کیا جاتا ہے۔ ان سے پہلے وہی نام ہیں جو ہمارے شجرہ نسب میں درج ہیں۔






سید احمد حسین
سید آغا ارشاد حیدر
سید محمود حیدر
سید محفوظ حیدر
سید رضا حیدر
سید افضال حیدر


سید عالم شاہ
(٢)
سید ملک شاہ
سید حسین شاہ
(لاولد)
سید محمود احمد
سید مقصود احمد
سید کاظم علی
سید ہاشم علی
سید غضنفر علی
سید ظہیر حسین
سید منیر حسین
سید ممتاز حسین
سید ضمیر حسین

علم انساب بہت عظمت اور قدر و قیمت رکھتا ہے۔
اللہ تعالٰی کی کتاب نے اس کی تفہیم کی جانب یہ کہہ اشارہ کیا :
وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (الحجرات: ۱۳)
"اور (ہم نے) تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں قرار دیا ہے، اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو" اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر انساب کو سیکھنے اور صلہ رحمی کرنے کی ترغیب دلائی: تعلموا انسابکم تصلوا أرحامکم (الانساب: السمعانی، جلد اول صفحہ ۵)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاندانی نسب کو جاننا اور اس کو ضبط تحریر میں لانا بہت اہمیت رکھتا ہے۔
سورہ الحجرات کی محولہ بالا آیت کے دوسرے حصے کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی "یقیناً تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے یہاں وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔"